نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

پیپلز پارٹی اور نام نہاد جمہوریت کے پانچ سال
آئندہ انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا مستقبل

بدنصیب تیسری دنیا کے بے قسمت ترین ملک پاکستان عالمی قوتوں کی سازشوں اور سیاسی لیڈروں‘ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور مسلسل لوٹ مار کے باعث خاکم بدہن اِن دنوں حالت ِ نزع سے دوچار ہے۔ آزادی کے فوراً بعد ملک کا قبلہ وکعبہ امریکہ کو ٹھہرا دیا گیا اور حکمران طبقہ بشمول پہلے گورنر جنرل سے لے کر مشرف وزرداری تک امریکی دہلیز پہ ایسے سجدہ ریز ہوئے کہ آج تک اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔ اِسی غلامی کی شراب کی لت اور بزدلی کی مدہوشی کے باعث آج ملک وملت اندھیروں کے مہیب غاروں میں لڑھکتے جارہے ہیں۔ اور ہر آنے والا دن‘ مہینہ‘ سال اور خصوصاً انتخابات اہل پاکستان کی قباء چاک میں مزید درد کے پیوند لگا دیتا ہے۔ بدنصیب پاکستان جو ایک نئی اسلامی مملکت کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی‘ اس میں چھ دہائیوں کے طویل عرصے میں سارے نظام آزمائے گئے ماسوائے اسلامی نظام کے۔ بہرحال اسلامی نظام تو مزید ایک ہزار سال تک پاکستان میں اس طرح نافذ نہیں ہوسکتا موجودہ سیاسی‘ پارلیمانی‘ انگریزی عدالتی نظام اور ان کرپٹ ترین سیاسی لیڈروں کے ہوتے ہوئے اب سب سے بڑا مسئلہ پاکستانیوں کو کسی صحیح نظام حکومت کے فقدان کا نہیں بلکہ اس کے وجود اور بقاء کا ہے کیونکہ امریکہ ونیٹو کی یلغار سے بڑھ کر خود اس ملک کی سیاسی چھوٹی بڑی جماعتیں مل کر اس کی برائے نام بچی کھچی کمزور ہڈیوں کو بھی بیچ رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال پیپلز پارٹی اور اس کی تمام اتحادیوں کی پانچ سالہ دور حکومت کی لوٹ مار رہی ہے۔ ان پانچ سالوں میں پیپلز پارٹی نے کرپشن‘ لاقانونیت‘ اقربا پروری‘ نااہلی اور امن وامان کے ابتری کے ایسے ایسے عالمی ریکارڈ قائم کئے کہ شاید دنیا بھر میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے کسی کو ملے۔ دس سالہ پرویز مشرف جیسے غاصب اور ظالم حکمران نے یقیناً پاکستان اور اہل پاکستان کو کہیں کا نہ چھوڑا تھا لیکن اس کے بعد جمہوریت کے دعویداروں نے تو ملک وملت کے بخیے اُدھیڑ دیئے۔ پانچ سال تک مسلسل پاکستانی عوام کا خون چوسنے کے بعد بھی ان کی پیاس نہ بجھی تو ان چوروں نے اقتدار کے آخری دن میں تمام بند بینک زبردستی کھلوا کر اربوں روپے نکلوائے۔ اور اِس دن ہزاروں لوگوں کی تقرریوں کے آرڈرز جاری کئے گئے۔ اسی کے لگ بھگ ہزاروں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین کو بڑی بڑی پوسٹوں پر ترقیاں دی

گئیں۔ صرف قومی اسمبلی کی اسپیکر فہمیدہ مرزا نے چالیس کروڑ سے زائد کا قرضہ ہڑپ کردیا۔ اسی طرح سرکاری وزیروں اور مشیروں نے سرکاری رہائش گاہوں سے اپنے ذاتی سامان کے ساتھ ساتھ چھت کے پنکھے' کارپٹس' بلب' ایئرکنڈیشنز اور غسل خانوں کے قیمتی نل تک اپنے ہمراہ بھگا اور لوٹ کر آئندہ آنے والے الیکشن کی تیاریوں میں اپنے اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں شاداں وفرحاں پہنچ گئے کہ دوبارہ سے تازہ دم ہوکر جمہوریت و پاکستان کی اس سے زیادہ ''خدمت'' کیلئے منتخب ہوکر پھر سے تازہ حکومت میں حصہ پاکر پاکستانیوں کی رہی سہی عزت وناموس کا سودا کرنے کیلئے پہنچ جائیں۔ اب پھر سے الیکشن کا طبلِ جنگ بج چکا ہے اور ملک بھر کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں بھرپور تیاریوں میں مصروف ہیں۔ عوام کو بے وقوف بنانے کے تمام پرانے اور نئے طریقے آزمائے جارہے ہیں۔ پرانے شکاری نئے نئے جال بُن کر عوام کو گھیرنے اور پکڑنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور کئی دھوکہ باز بازیگر تو نئی بوتلوں میں دیسی شراب ڈال کر عوام کو پلا رہے ہیں کہ اِن بدنصیبوں کے دکھوں کا مداوا تو یہی شراب اور جھوٹے دعووں کا خمار ہی ہے۔ پھر خیر سے مذہبی جماعتوں کا کیا کہنا ...... یہ حضرات حقیقت میں نظریاتی سیاست کے علمبردار تھے اور ان کے پیشواؤں نے اصولوں' عقائد اور خالص نظریات کی بنیاد پر عمر بھر سیاستیں کیں اور اِس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن وقت کے بدلتے انداز اور شرم وحیاء کے بدلتے ظروف کی طرح مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی آہستہ آہستہ ''ترقی'' کے ''مدارج'' طے کرتے ہوئے نظریاتی سیاست کے بھاری بھرکم پرانے دساتیر اسلام آباد کے سبزہ زاروں کی رنگینیوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفنا دیئے اور اب خیر سے اِنکی جدت پسندی' ہر لحہ بدلتی سیاست اور نت نئے اتحادیوں کے ایڈیشنز کی تقریب رونمائی اور مفادات پر مبنی سیاست کی ہمسری تو لبرل اور سیاسی جماعتیں بھی نہیں کرسکتیں۔ یہ امر ہر محب وطن اور مذہبی حلقوں کے لئے کتنا باعثِ افسوس و ملال ہے کہ اِن نازک حالات اور غلامی کی مہیب رات میں بھی مذہبی سیاسی جماعتیں گزشتہ الیکشن کی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہوسکیں اور تمام مذہبی سیاسی جماعتیں الگ الگ رہ کر الیکشن کے میدان میں اُتر رہی ہیں۔ جسکے نتائج کا علم پہلے سے دُنیا بھر میں آشکارا ہوچکا ہے۔ تمام جماعتیں الگ الگ انتخابی نشان سے الیکشن میں جارہی ہیں حالانکہ سب جماعتوں نے زبانی طور پر اتحاد کا ترانہ بھرپور طریقے سے گنگنایا اور قوم کو نویدیں سنائیں لیکن عملی طور پر سب اختلاف وانتشار پر ہی متفق تھے' کوئی مذہبی جماعت خود کو سب سے بڑی گردانتی رہی' کوئی اَنا کی بت کی پرستش میں مشغول رہا اور کسی کو اتحاد میں تردّد رہا' الغرض بڑے بڑے طوفانوں کے سامنے یہ جماعتیں حسب سابق تتر بتر و منتشر رہنے ہی میں اپنی ''عافیت'' اور ''بقاء'' کا راز ڈھونڈ رہے ہیں اور بیچاری پاکستانی عوام کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ آخر وہ کہاں جائیں اور کس پر اعتماد کریں؟

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں